# حجیّت حدیث

(از جناب مولٰنا احمد اللہ صاحب مدرس دار الحدیث رحمانیہ)

(۲)

ہم نے ایک آیت پیش کی تھی "اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ" اسکے پہلے ٹکڑے پر کچھ عرض کیا گیا تھا۔ اب دوسرے ٹکڑے سے بحث ہے یہ معلوم ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے اسکا منکر کافر اور تارک فاسق ہے۔ اگر زکوٰۃ نہ دینگے آخرت میں مواخذہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ٥

جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو اے نبی عذاب درد دینے والے کی خبر سنا دو۔ اس سال (قیامت) میں وہی سونا چاندی گرم کیے جائینگے پھر جو تارک زکوٰۃ ہیں) انکی پیشانیاں پہلو اور پیٹھیں داغی جائینگی۔ (کہا جائیگا) یہ وہ ہے جسکو تمنے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ اب عذاب لو اس چیز کا جسکو تم نے جمع کیا تھا۔

زکوٰۃ فرض ہوئی اور تارک کو عذاب سنایا گیا۔ بحث طلب یہ بات ہے کہ کل مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے یا ایک خاص حصہ، سورۂ برأت کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کل مال خرچ کرنا چاہئے کچھ مال اپنے پاس نہ رکھے چنانچہ ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاہد صحابی نے یہی سمجھا۔ یا بعض مال خرچ کرنا چاہئے جسطرح مدلول اور آیات سے سمجھا جاتا ہے فرمایا اللہ پاک جل مجدہٗ نے اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥ متقی وہ لوگ ہیں جنکو نجات ہوگی وہ ایمان لاتے ہیں غیب پر اور نماز درست کرتے ہیں اور جو کچھ روزی دی اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ من تبعیضیہ مانکر یہ معنی ہونگے اور من زائد قرار دیا جاوے یا من بیانیہ لیا جاوے تو پھر ابو ذر غفاری صحابی اور صوفیوں کی ایک جماعت کا مسلک ثابت ہوتا ہے۔

نصاب زکوٰۃ کا قرآن میں ذکر نہیں ہے اور نہ سال برس حولان حول کا ذکر ہے کل مال خرچ کرنا چاہئے یا بعض مال اور بعض مال کی کیا صورتیں ہیں ہزار میں چالیسواں حصہ (پچیس روپیہ) ہونا چاہئے۔ یا پیسہ دو پیسہ اور تمام عمر میں ایک مرتبہ ادا کرنا چاہئے پھر کچھ نہیں یا سال بھر میں ایک مرتبہ یا ہر دن جو کچھ حاصل ہو اسمیں زکوٰۃ دینا چاہئے کیونکہ اگر نہ دیگا تو جہنمی ہے اب دیکھیں منکرین حدیث قرآن سے اسکی تفصیل کیا پیش کرتے ہیں۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا فیصلہ خوب واضح ہے مگر منکرین حدیث تو قرآنی آیات کے قطع برید سے مطلب نکالنا چاہتے ہیں اگر کچھ بھی غیرت وحمیت ہے تو ثابت کریں الا ایک صورت کا خیال ہوتا ہے تمام عمر میں دو ایک پیسہ دیدیا جاوے قرآنی زکوٰۃ ادا ہو گئی اصلی بات تو یہی تھی کہ کسی طرح زکوٰۃ کا بوجھ زائل ہو اور مال خوب جمع ہو جاوے فقرا مساکین وغیرہ کا حق کل ہضم ہو جاوے۔ سنت قارونی پر عمل ہو۔ دنیا تو سبکدوشی حاصل کرلیں لیکن جب مر کر حضور الٰہی میں حاضر ہونگے تو پتہ چلجائیگا اور فرمان الٰہی ہوگا۔ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ٥ ذلیل ہو اسی دوزخ کی آگ میں اور مجھسے کچھ کلام مت کرو۔

...مال لیا بیعت ہوگی۔ اونٹ۔ گائے۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ جانوروں میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے زکوٰۃ ہے۔ تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے اسکا نصاب کیا ہوگا اور ادائے زکوٰۃ کی کیا صورت ہوگی۔ منکرین حدیث کہدیں کہ جب قرآن مجید میں نہیں ہے تو ادائے زکوٰۃ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ چلو جی زکوٰۃ بھی رخصت ہوئی۔ منکرین حدیث کی غرض ہی یہ ہے کہ یہ تکالیف شرعیہ جاتی رہیں۔ کیوں نہ ہو یہ تہذیب جدید کا کرشمہ ہے یہ لوگ مہذب ہیں۔ قوم عرب تو غیر مہذب تھی انہیں کی تہذیب کی درستی کیلئے ان احکام کا نزول ہوا تھا۔ لیجئے دین اسلام ہی رخصت ہوا۔ کیا خوب یہ منکرین حدیث نصاریٰ وغیرہ دشمنان اسلام کے ایجنٹ ہیں۔ اور بہت سے شقوق نکلتے ہیں لیکن اسیقدر پر کفایت ہے۔

تیسرا فریضہ روزۂ رمضان ہے ماہ رمضان کس مہینہ کے بعد ہوتا ہے اور کسوقت سے روزہ شروع ہونا چاہئے پہلی تاریخ یا دوسری سے وغیرہ اور کب ختم ہونا چاہئے۔ اور ختم کے بعد عید کی نماز۔ صدقہ فطرہ وغیرہ اسکا ثبوت قرآن سے ہونا چاہئے اور پورے مہینہ کا روزہ رکھنا چاہئے یا بعض مہینہ کا۔ فرمایا اللہ پاک نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ الآیۃ۔ اے ایمان والو تم پر روزہ فرض ہو گئے ہوئے دن میں جسطرح پہلے لوگوں پر فرض تھا۔ تاکہ تم بچو۔ یعنی مصیبت آخرت سے ایام جمع قلت ہے جس کا اطلاق تین سے نو تک ہے۔ معلوم ہوا تین روزے رکھ لو اقل جمع تین تک ہے زیادہ کیلئے قرینہ کی ضرورت ہے یا زیادہ سے زیادہ نو روزے تک آگئے اور توجیہہ منکرین حدیث کردیں شہر رمضان سے مراد بھی نو روزے ہیں کبھی جزء بول کر کل لیا جاتا ہے۔ روزہ رمضان بھی بقاعدہ منکرین حدیث رخصت ہوا۔ الحمد للہ ہم تبع قرآن و حدیث ہیں۔ دونوں سے دین کی تکمیل ہوئی۔ محض قرآن سے صراحۃً عبادات کا بھی ثبوت مشکل ہے دیگر احکام کا کیا پوچھنا ہے؟ - چنانچہ بعض منکرین کا یہی مسلک بھی سنا گیا ہے کہ روزے رمضان کے تین روزے ہیں۔

چوتھی عبادت حج ہے ذرا اس کو بھی بحث و نظر کی کسوٹی پر کس لیجئے۔ طواف بیت اللہ۔ سعی صفا و مروہ کتنے مرتبہ ہونا چاہئے قرآن پاک میں فقط اسی قدر ہے۔ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ہ۔ اور فرمایا اللہ پاک نے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اس میں عدد کا بیان نہیں وغیرہ۔ حج تمام عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے یا ہر سال قرآن میں صراحۃً اسکا بیان نہیں۔ حدیث رسول اللہ سے تمام تفصیل ثابت ہے کس دن جمع ہونا چاہئے کس مہینہ میں اور کب سے حج کے مہینے شروع ہوتے ہیں قرآن پاک میں اسی قدر بیان ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ مہینے حج کے معلوم ہیں اسکو قرآن شریف سے ثابت ہونا چاہئے۔ عرفات کے میدان میں اور مشعر الحرام میں کس دن حاضری ہونی چاہئے اور منیٰ میں کس دن آنا چاہئے۔ رمی جمار کتنے روز تک ہونا چاہئے اور کس طرح اور کتنی کنکری مارنی چاہئے اور طواف بیت اللہ طواف الزیارت کب ہونا چاہئے۔ احرام کی جگہ مکی یا غیر مکی کے لئے یعنی میقات کا بیان۔ ان تمام امور کا بیان قرآن میں صراحۃً نہیں اور کب سے کب تک عرفات میں حاضر ہو جاوے تو حج ہوا۔ نہیں تو فوت ہوا اس کا قرآن میں صراحۃً بیان نہیں۔ حدیث رسول اللہ سے اس کا بیان ہوا۔ کوئی منکر حدیث قرآن سے ثابت کرے مگر اسکا ثبوت محالات سے ہے۔ اور بھی بکثرت احتمالات ہیں لیکن بخوف طوالت ترک مناسب ہے۔

حاصل یہ ہے کہ منکرین حدیث عبادت حج وعمرہ مع ارکان وایام وغیرہ قرآن سے قیامت تک ثابت نہیں کرسکتے۔ بقاعدہ منکرین حدیث حج بھی رخصت ہوا۔ یہی تو اس فرقہ کی غرض ہے مال بچے منقوں سے بچیں۔ خوب ہی غیر مسلموں کی نیابت ادا ہورہی ہے۔!۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوب ہی فرمایا عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِيَّاكُمْ وَاَصْحَابَ الرَّاْيِ فَاِنَّهُمْ اَعْدَاءُ السُّنَنِ اَعْيَتْهُمُ الْاَحَادِيْثُ اَنْ يَحْفَظُوْهَا فَقَالُوْا بِالرَّاْيِ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔ اعلام الموقعین میں ابن قیم فرماتے ہیں ہذہ الآثار عن عمر فی غایۃ الصحۃ ص۱۹ جلد اول۔

اسی طرح اور صحابہ رضوان اللہ علیہم سے منقول ہے حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں اے لوگو بچو ان اٹکلوں کے ماننے والوں سے یہ دشمن ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث کے یاد کرنے اور عمل کرنے سے عاجز آگئے اور اپنے قیاس دین میں لگانے لگے یہ لوگ گمراہ ہوگئے اور خلق کو گمراہ کردیا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار۔(اعلام) رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں جو قرآن کی تفسیر اٹکل سے کرتا ہے اسکا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔

اگر منکرین حدیث یہ کہیں یہ امور تعامل سے معلوم ہوئے۔ تو اسپر یہ بحث ہے۔ تعامل کن لوگوں کا قابل اعتبار ہے اگر اہل کتاب اور کفار مشرکین کا تعامل ہے تو منکرین حدیث کا خروج ملت اسلامی سے لازم آیا۔ اگر تعامل مسلمین ہے تو اس تعامل کی بنیاد کس پر ہے قرآن پر ہے تو درست نہیں۔ یہ محالات سے ہے یا اسکی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے تو احادیث رسول اللہ کا لامحالہ ثبوت لازم آیا۔ اَلْحَقُّ يَعْلُوْا وَلَا يُعْلٰى۔ فرمایا اللہ پاک نے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ باطل تو ہے ہی جانیوالا متبع سنت فتحیاب ہوئے اور منکرین حدیث کی شکست ہے۔ اور اگر منکرین حدیث یہ کہیں کہ احادیث کے ہم تک پہونچنے میں سلسلہ روایات ہیں اور اس میں بہت سی گفتگو ہے اور بعض احادیث کو بعض تسلیم کرتے ہیں اور بعض احادیث کو نہیں۔ اس صورت پر یہی اعتراض قرآن شریف پر پڑتا ہے کیا تم نے اللہ پاک سے یا جبرئیل علیہ السلام سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کو خود لیا ہے قرآن سلسلہ اسناد سے پہنچا ہے اور پھر کل قرآن کے تسلیم میں جو مابین دفتین الحمد سے الناس تک ہے اختلاف ہے فرقہ اہل تشیع قرآن کو مکمل نہیں جانتا۔ وہ کہتا ہے کہ سورہ علی وسورہ فاطمہ وغیرہ قرآن سے سنیوں نے خارج کردیا حضرت عثمان وغیرہ نے تصرف کیا۔ چلئے فیصلہ ہوگیا یعنی قرآن بھی رخصت ہوا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ سوء الفہم سلسلہ اسناد میں ہم آئندہ بحث کرینگے۔ اور جو شبہات منکرین حدیث کے ہیں ہر ایک کا جواب دینگے اب ہم حجیت حدیث قرآن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں جسکا جواب منکرین حدیث پر دشوار ہوگا۔

## ثبوت حجیت حدیث

تحویل قبلہ کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا۔ الاٰیۃ اور اللہ پاک نے فرمایا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآیہ پہلی آیت کریمہ سے قبلہ بیت المقدس مراد ہے اور دوسری آیت